



سوال

(317) پہلی طلاق کے چار سال بعد رجوع کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے ایک دوست نے اپنی بیوی کو ایک سال چار ماہ قبل کاغذ پر تین بار طلاق لکھ کر بھیج دی، اس کے بعد تحریری یا زبانی کوئی طلاق نہیں دی اب وہ رجوع کرنا چاہتا ہے، کتاب و سنت کے حوالے سے راہنمائی فرمائیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

ہمارے ہاں آج کل علم و عمل کے اعتبار سے دینی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ صبر و تحمل کے بجائے غصہ و اشتعال کا دور دورہ ہے۔ ذہنی پریشانیاں اس پر مستزاد ہیں۔ معمولی معمولی رنجش کی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دے دینا عام معمول بن چکا ہے۔ دین سے ناواقفیت کی بنا پر اکٹھی تین طلاقیں دے دی جاتی ہیں، پھر جب غصہ دور ہوتا ہے اور جذبات ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں تو مسئلہ بوجھنے کی ضرورت پیش آتی ہے، حالانکہ بیک وقت تین طلاق دینا شریعت میں انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاق دے ڈالی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی ناراضی کے عالم میں فرمایا: ”تم نے میری موجودگی میں کتاب اللہ کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا ہے۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خفگی کو دیکھ کر ایک جاں نثار نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اسے قتل نہ کر دوں۔ [نسائی، الطلاق: ۳۴۳]

تاہم اس انداز سے طلاق دینے میں ایک رجعی طلاق ہوتی ہے، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت اور عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی عہد حکومت میں ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک ہی شمار کیا جاتا تھا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”جس کام میں لوگوں کو غور و فکر کرنے کی مہلت دی گئی تھی اس میں انہوں نے جلد بازی سے کام لینا شروع کر دیا ہے، اس بنا پر ان تینوں کو نافذ کر دینا چاہیے، چنانچہ انہوں نے تینوں کو جاری کر دیا۔“ [صحیح مسلم، الطلاق: ۳۶۷]

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے علامہ اسماعیلی رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اجتہادی اقدام مصالح امت کے لئے تھا، تاہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی عمر کے آخر حصہ میں اس پر افسوس و ندامت کا اظہار کیا اور خواہش فرمائی کہ کاش! میں اس طریقہ سے طلاق دینے کو حرام ٹھہرا دیتا۔ [انفائض اللہقان، ص: ۳۰۲، ج ۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بیک وقت تین طلاق دینے کو ایک رجعی شمار کیا جاتا تھا، جیسا کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو ایک ہی سانس میں تین



طلاق دیدیں، پھر انہیں بہت غم اور افسوس لاحق ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تو نے کس طرح طلاق دی تھی عرض کیا کہ میں نے ایک ہی مجلس میں تین طلاقیں دے ڈالی ہیں آپ نے فرمایا کہ ”یہ تو ایک طلاق ہے اگر چاہو تو بیوی سے رجوع کر کے اپنا گھر آباد کر لو۔“ چنانچہ اس نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا۔ [مسند امام احمد، ص: ۲۶۵، ج ۱]

اس حدیث کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مسند طلاق ثلاثہ کے متعلق یہ حدیث نص صریح کی طرح ایک فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے جس کی اور کوئی تاویل نہیں کی جاسکتی۔ [فتح الباری، ص: ۳۶۲، ج ۹]

ان دلائل کی بنا پر ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاق ایک رجعی ہوتی ہے۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”ہم نہیں جانتے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کسی شخص نے ایک ہی وقت، ایک ہی سانس سے تین طلاقیں دیدی ہوں تو آپ نے انہیں نافذ کر دیا ہو۔“ [فتاویٰ ابن تیمیہ، ص: ۱۲، ج ۳۳]

طلاق رجعی کے بعد خاوند کو رجوع کرنے کا حق ہے، پھر اس رجوع کی دو صورتیں ہیں:

1- دوران عدت تجدید نکاح کے بغیر ہی رجوع کیا جاسکتا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اگر ان کے خاوند اس مدت میں آبادی کی نیت سے دوبارہ تعلقات استوار کرنے پر آمادہ ہوں تو وہ انہیں زوجیت میں واپس لینے کے زیادہ حقدار ہیں۔“ [۲/البقرہ: ۲۲۸]

واضح رہے کہ یہ رجوع پہلی یا دوسری طلاق کے ساتھ مشروط ہے۔ تیسری طلاق کے بعد حق رجوع ختم ہو جائے گا۔

2- عدت گزر جانے کے بعد تجدید نکاح سے رجوع ممکن ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور جب عورتوں کو طلاق دے دو اور ان کی عدت پوری ہونے کو آجائے تو انہیں اپنے پہلے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جبکہ وہ معروف طریقہ سے آپس میں نکاح کرنے پر راضی ہوں۔“ [۲/البقرہ: ۲۳۲]

لیکن اس تجدید نکاح کے لئے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے، انہیں پورے بغیر نکاح نہیں ہوگا۔

1- از سر نو حق مہر کی تعیین۔ 2- گواہوں کی موجودگی۔

3- سرپرست کی اجازت۔ 4- عورت کی رضامندی۔

صورت مسئولہ میں تین طلاق اکٹھی تحریر کی گئی ہیں۔ کتاب و سنت کے مطابق یہ ایک رجعی طلاق ہے لیکن اس تحریری طلاق پر ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے، اس لئے اب تجدید نکاح سے دوبارہ گھر آباد کیا جاسکتا ہے اور یہ نکاح اسی طلاق دہندہ سے ہوگا کسی قسم کے بدنام زمانہ حلالہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنا بے شرمی اور بے حیائی ہے۔

واضح رہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق کا ایک رجعی طلاق کا ہونا اس شخص کے لئے ہے جو کتاب و سنت پر عمل کو ہی اپنے لئے ذریعہ نجات خیال کرتا ہو لیکن اگر صرف مطلب برآری کے لئے ایسا کرنا چاہتا ہے تو یقیناً یہ سہولت اس کے لئے سود مند نہیں ہوگی کیونکہ یہ دنیوی مارکیٹ نہیں ہے کہ جہاں سودا سلفت سے تاملے وہاں سے لے لے، دین کے لئے ایسی جیلہ گری کامیاب نہیں ہو سکتی، اس لئے طلاق دہندہ کو چاہیے کہ وہ کتاب و سنت پر عمل کرنے کا عزم کرتے ہوئے اپنی بیوی سے مذکورہ شرائط کے ساتھ دوبارہ نکاح کر لے۔ [واللہ اعلم]

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب



مجلس البحث والدراسات
معدن فتوى
ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

فتاوى اصحاب الحديث

جلد: 2 صفحہ: 330